52

ہر نیکی استقلال کے ساتھ کرنی چاہئے

(فرمودہ ۲۲- اپریل ۱۹۳۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

رسول کریم ﷺ کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا بہترین نیکی وہی ہے جس پر انسان استقلال کے ساتھ قائم رہے[1]۔ جو حالت بطور ایک دورہ کے ہوتی ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ ایک مرض کا نشان ہوتی ہے۔ جس طرح ایک دماغی مرض والا انسان کبھی ہنسے تو ہنستا ہی چلا جاتا ہے رونے لگے تو روتا ہی جاتا ہے کھانے لگے تو بس ہی نہیں کرتا اگر سوتا ہے تو سوتا ہی رہتا ہے اور جاگنے لگے تو ہفتوں اسے نیند ہی نہیں آتی ان تمام باتوں میں اس کے ارادہ کا دخل بالکل نہیں ہوتا۔ اور کسی فعل پر اسے سزا نہیں دی جاتی اسے کوئی نہیں پوچھتا کہ اس قدر روتا یا ہنستا کیوں ہے بلکہ اس کا علاج کرتے ہیں اس کا رونا رنج پر اور ہنسنا خوشی پر دلالت نہیں کرتا۔ سونا غفلت کی اور بیداری ہوشیاری کی دلیل نہیں ہوتی اسی طرح روحانی حالت میں بھی انسان پر ایسے اوقات آتے ہیں جب وہ کسی بیرونی اثر یا دماغی نقص کی وجہ سے ایک خاص حالت کو انتہاء تک پہنچا دیتا ہے اگر نماز پڑھنی شروع کرتا ہے تو حد ہی کر دیتا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اگر اسے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا بالکل چھوڑ چکا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا نمازیں پڑھنا روحانی حالت کی ترقی کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ اگر خدا کے لئے وہ پڑھتا تو چھوڑ نہ دیتا۔ وہ ایک بیماری تھی جس طرح زیادہ کھانے یا زیادہ سونے کی بیماری ہوتی ہے اسی طرح زیادہ نمازیں پڑھنے کی بیماری بھی ہو سکتی ہے۔

مجھے ایک دفعہ لاہور کے پاگل خانہ میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں سارے پنجاب کے پاگل رکھے جاتے ہیں ان میں سے ایک پاگل کو میں نے دیکھا جو شطرنج کھیلتا تھا اور یہ شوق اس پر ایسا سوار تھا کہ

وہ خالی بیٹھ ہی نہ سکتا اس کے علاوہ اسے اور کوئی جنون نہ تھا دنیا کی کوئی بات کرو شطرنج کھیلتے ہوئے اس کا معقولیت سے جواب دیتا تھا اور اگر کوئی اور کھیلنے والا نہ ملے تو خود ہی دو آدمی بن کر لگا رہتا جونہی اس نے ہمیں دیکھا دوڑ کر آیا اور ہاتھ جوڑ کر منتیں کرنے لگا کہ خدا کے لئے ایک بازی کھیلو۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ اسے یہی جنون ہے یہی حالت اور بعینہٖ یہی کیفیت روحانیت میں پیدا ہو سکتی ہے۔ ایک شخص روزے رکھنے لگتا ہے تو بس ہی نہیں کرتا یا ہر وقت نمازیں ہی پڑھتا رہتا ہے کبھی چندہ دینے پر آئے تو ساری عمر کا اکٹھا ہی دیدیتا ہے اور ایسا دیتا ہے کہ نسبت کا کوئی خیال ہی نہیں رہتا۔ بظاہر تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ کتنا نیک ہے جو کچھ گھر میں تھا لاکر چندہ میں دے دیا لیکن یہ نیکی نہیں یہ جنون یا خراب عادت کی علامت ہوتی ہے اصل نیکی وہ ہے جس کا انسان استقلال سے پابند ہو کیونکہ وہ خدا کے لئے ہوگی جس میں انسان سارے پہلو مد نظر رکھے یہ نہیں کہ اس پاگل کی طرح شطرنج ہی کھیلتا رہے اور سب کچھ فراموش کردے۔ یوں تو شطرنج بادشاہ اور امراء بھی کھیلتے ہیں تاریخی حیثیت کا تو مجھے علم نہیں لیکن روایتاً سنا ہے کہ سکندر اعظم کو جن چیزوں سے انتہاء درجہ کی محبت تھی ان میں سے ایک شطرنج کی کھیل تھی اس سے عقل تیز ہوتی ہے اور بڑے بڑے سمجھدار اور بادشاہ بھی اسے کھیلتے ہیں لیکن انہیں کوئی پاگل نہیں کہتا کیونکہ وہ دنیا کے اور کام بھی کرتے ہیں پاگل خانہ میں محبوس شطرنج کے کھلاڑی کو اگر پاگل کہتے ہیں تو اس وجہ سے کہ وہ اور کوئی کام سوائے شطرنج کھیلنے کے نہ کرتا اسی طرح جو شخص روزے ہی رکھتا چلا جائے اور نماز، حج زکوٰۃ سب کچھ چھوڑ دے یا نمازیں ہی پڑھتا رہے اور باقی تمام ارکان اسلام ترک کردے تو وہ بھی پاگل سمجھا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول سنایا کرتے تھے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک بیٹی تھی انہوں نے اپنے بھائی شاہ محمد اسحاق صاحب سے کہا کہ میں ذکر الٰہی میں اتنا مزا محسوس کرتی ہوں کہ سمجھتی ہوں نوافل سے ذکر زیادہ مفید ہوگا اس لئے اب میں نفل چھوڑ کر ذکر پر زیادہ زور دیتی ہوں اور صرف فرض اور سنتیں ہی پڑھتی ہوں انہوں نے جواب دیا کہ بہن آپ میں جنون کا مادہ بڑھ رہا ہے جو آپ سے پہلے سنتیں اور آخر کار فرض بھی چھڑا دیگا لیکن انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے سنتیں تو وہ طریق ہے جو رسول کریم ﷺ نے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا بتایا ہے لیکن تھوڑے دنوں کے بعد انہیں سنتیں ترک کرکے ذکر ہی کرنے کا خیال پیدا ہونا شروع ہوا لیکن ان کی طبیعت کے اندر چونکہ سعادت تھی اس لئے وہ سنبھل گئیں اور بھائی سے بیان کیا کہ اب تو وہی کیفیت

پیدا ہو رہی ہے کوئی علاج بتاؤ انہوں نے روحانی طریق پر یہ علاج بتایا کہ ذکر کے بجائے لاحول پڑھا کرو وہ ان کے بتائے ہوئے طریق پر لاحول پڑھتی رہیں ایک دن وہ اپنے مصلّٰی پر بیٹھی تھیں کہ کشفی حالت میں دیکھا مصلّٰی کے دوسرے سرے پر ایک بندر بیٹھا ہے جس نے کہا میں شیطان ہوں اور میں نے ضرور تجھ سے فرض بھی چھڑا دینے تھے لیکن تیرے بھائی نے شرارت کی۔ تو شیطان نے ان سے نیکی ہی کرائی لیکن ایک طرف اتنا متوجہ کر دیا کہ دوسری سب نیکیاں بھلوا دیں۔ ایسی کیفیت در حقیقت یا تو جنون کا نتیجہ ہوتی ہے یا شیطانی اثرات کا۔ اور جس طرح دورہ کا ہونا نیکی نہیں اسی طرح ایک نیکی کی طرف متوجہ ہو جانا نیکی نہیں۔ ہمیں اسلام نے ہر بات سکھادی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسان کو جب جنت میں داخل کیا جائے گا تو اسے ایک پُل سے گزرنا ہو گا۔ جس کا نام جِسْرُ الصِّرَاطِ ہے۔ وہ بال اور تلوار کی دھار سے بھی زیادہ باریک ہو گا۔ گزرنے والے نے اگر ذرا بھی غفلت کی تو کٹ کر نیچے جا پڑے گا [۲]۔ لوگ سمجھتے ہیں مرنے کے بعد واقعی کوئی ایسا پُل ہو گا لیکن ہر عقلمند سوچ سکتا ہے ایسے باریک پل سے انسان کیونکر گزر سکتا ہے۔ اس پر سے گزرنے کے لئے یا تو انسان مداریوں کی طرح کرتب وغیرہ جانتا ہو' جو رسوں پر چلتے ہیں یا پھر یہ کہ خود خدا تعالیٰ سکھادے۔ اگر دوسری صورت ہے تو سکھا کر گزارنے کی کیا ضرورت ہے کیوں نہ یونہی گزار دیا جائے۔ پس نہ تو یہ خیال صحیح ہے کہ خدا تعالیٰ خود ہی سکھا کر گزار دے گا اور نہ یہ کہ مداریوں جیسے کرتب جاننے والے ہی گزر سکیں گے۔ دراصل رسول کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ جنت میں ایسے نازک رستے سے گزر کر جانا پڑتا ہے کہ انسان ہوشیار نہ ہو تو دوزخ میں گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں اگر اگلے جہان میں اس کی تمثیل بھی ہو جائے تو کیا ہے۔ وہ ماضی کا ایک نظارہ ہو گا جو دکھایا جائے گا۔ وگرنہ رسول کریم ﷺ نے اس میں یہ بتایا ہے کہ مؤمن کو دنیا میں ہوشیار رہنا چاہئے۔ وہ کوئی نیکی نہ چھوڑے اور استقلال کے ساتھ سب نیکیاں کرتا رہے۔ اور کبھی یہ نہ خیال کرے کہ میں نے جو کچھ کر لیا ہے کافی ہے۔ مؤمن کے لئے ہوشیار رہنا' ساری نیکیاں کرنا اور پھر استقلال دکھانا بہت ضروری ہے۔

میں نے اپنے دوستوں کے متعلق دیکھا ہے کہ اکثر میں استقلال کم ہے۔ اگر تبلیغ کرنے کا اعلان کیا جائے تو کرنے لگیں گے۔ مگر دوسری نیکیاں مثلاً اہل محلہ کی خبر گیری' نماز' چندوں کا خیال اتنا نہیں رکھتے۔ اور اگر کسی وقت چندہ کے لئے کہا جائے تو اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے چندہ کا ہی ذکر رہے گا۔ نہ نماز کا خیال رہے گا' نہ روزہ کا' نہ تبلیغ کا۔ صرف چندہ کسی اجر کا باعث نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ

تو ایک عادت ہے۔ جس طرح ایک شخص کسی خاص کیفیت یا عادت کے ماتحت کچھ کرتا جاتا ہے۔ میں ایک دفعہ اپنے مکان میں ٹہل رہا تھا گلی میں دو سکھ جا رہے تھے۔ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا اوپر تاب سنگھا پکوڑے کھانے آں اوپر تاب سنگھا پکوڑے کھانے آں۔ میں نے جو گلی میں سے جھانکا تو دوسرا سکھ گلی کے دوسرے سرے پر جا چکا تھا۔ مگر وہ وہیں دیوار سے ٹیک لگائے کہے جا رہا تھا۔ اوپر تاب سنگھا پکوڑے کھانے آں۔ بعینہٖ یہی حالت ہمارے بعض دوستوں کی ہوتی ہے۔ جس بات پر خطبہ پڑھا جائے۔ اس ہفتہ بس وہی کام کرنے کا انہیں خیال ہو جاتا ہے اور باقی سب ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ نہیں خیال کرتے کہ ہم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے فلاں خطبہ والی نیکی کی تھی یا نہیں بلکہ یہ سوال ہوگا کہ ساری نیکیاں کی تھیں یا نہیں۔ خطبہ کی غرض صرف یاد دلانا ہے۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی نیکی کو بھول جائے تو یاد دلا دیا جائے لیکن صرف اسے شروع کر کے باقی کو فراموش کر دینا تباہ کن ہے۔ اور یہ روحانیت کو قتل کرنے کا افسوسناک طریق ہے۔ جب کسی خاص امر کی طرف متوجہ کیا جائے تو چاہئے کہ اس پر بھی عمل کریں اور باقی بھی نہ چھوڑیں اور برابر کرتے جائیں۔ جب تک کہ خود نہ کہا جائے کہ بس کرو۔

میں نے گزشتہ سال نصیحت کی تھی کہ دوست ہفتہ میں کم از کم ایک دن تہجد ضرور پڑھا کریں۔ کئی دوستوں نے پڑھنا شروع کیا۔ مگر بعض نے پھر کچھ عرصہ کے بعد بند کر دیا۔ پھر چندہ خاص کی تحریک ہوئی اور ناظر صاحب بیت المال نے مجھے بتایا ہے کہ بعض دوست جن کی طرف بقائے رہ گئے تھے جب ان کو پھر تحریک کی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ اب تو ہمارے بھائی دے چکے۔ اب ہمارے دینے کی کیا ضرورت ہے۔ فرض کرو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کہے کہ اب تمہارے بھائی جنت میں چلے گئے تم دوزخ میں چلے جاؤ۔ اگر وہ اس جواب کو مان لینے پر آمادہ ہیں تو بے شک چندہ کی ادائیگی کے متعلق یہ جواب دے دیں۔ وگرنہ چندہ تو ہر مؤمن پر فرض ہے۔ جب تک کوئی اپنا حصہ ادا نہیں کر لیتا اس کے لئے تو دوزخ ہی ہے۔ پھر میں نے صلح کی تحریک کی اور دوستوں نے آپس میں خوب صلح کی لیکن اب میں دیکھتا ہوں پھر لڑائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ جب اس تحریک کی طرف توجہ تھی تو تبلیغ کی طرف سے غافل ہو گئے اور پھر جب تبلیغ کی طرف متوجہ کیا گیا تو چندہ کو بھول گئے۔ اگر خطبات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جس امر کی طرف توجہ دلائی جائے اس کے سوا باقی سب چھوڑ دو۔ بلکہ یہ طریق ہونا چاہئے کہ باقی کے ساتھ اسے بھی شامل کر لو۔ اگرچہ مخلصین کی ایک جماعت ہے جو ہر نیکی میں ترقی کرتی ہے لیکن بعض ایسے

بھی ہیں جن کی حالت کو دیکھ کر ڈر لگتا ہے۔

گزشتہ ایام میں مَیں نے کشمیر کے لئے چندہ کی تحریک کی تھی۔ دو ماہ تو خوب کوشش کی گئی مگر اب پھر بند ہے حالانکہ کام پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ گویا ایسی حالت ہے جیسے کسی نے افیون کھائی ہوئی ہو اور اسے بار بار ہلانا پڑتا ہو۔ باہر کی جماعتوں نے تو اس کی طرف توجہ کی ہے لیکن قادیان کی جماعت نے اس میں پوری طرح حصہ نہیں لیا۔ بے شک دوستوں نے چندے دیئے ہیں لیکن اس اصول پر نہیں جو میں نے مقرر کیا تھا کہ باقاعدہ ایک پائی فی روپیہ چندہ دیا جائے۔ بعض محکموں نے اس پر عمل کیا ہے مگر یہاں باقی آبادی کارکنوں سے زیادہ ہے۔ اس طرف بھی مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ کام ابھی بند نہیں ہوا بلکہ بڑھ رہا ہے۔ جب قادیان والوں میں استقلال نہ ہو تو باہر والے معذور ہیں۔ یہ مظلوم قوم کے لئے قربانی بالکل معمولی ہے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ استقلال سے کام کیا کریں اور جب کوئی کام کرنے کا وعدہ کریں تو انتہاء تک کرتے جائیں۔ اور پھر اگر کسی تحریک میں حصہ لیں تو دوسری تحریکات کو نہ بھول جائیں۔ مثلاً یہ آخری مہینہ بجٹ پورا کرنے کا ہے۔ اگر اس کی تحریک کی جائے تو باقی ضروری تحریکوں کو نہ بھول جائیں۔ نیکی یہ ہے کہ سارے پہلو مد نظر ہوں۔ مکان چاروں دیواروں سے بنتا ہے۔ خزانہ اسی عمارت میں رکھا جا سکتا ہے جو شش جہت سے محفوظ ہو۔ یعنی نیچے اوپر اور چاروں طرف سے۔ روحانیت بھی اسی طرح ہے۔ یہ بھی اسی صورت میں محفوظ رہ سکتی ہے جب ہر پہلو مکمل ہو۔ جو ایک پہلو کو بچاتا ہے۔ اور باقیوں کا خیال نہیں کرتا عین ممکن ہے شیطان کسی طرف سے حملہ آور ہو اور اس کے ایمان کو لوٹ کے لے جائے۔ انسان کو اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے باوجود اگر کوئی کوتاہی رہ جائے تو خدا تعالیٰ بنیا نہیں۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کا بندہ ہمت اور پورے زور کے ساتھ کوشش کر رہا ہے تو وہ سارے قرضے معاف کر دیتا بلکہ اپنے پاس سے بھی دیدیتا ہے لیکن جو کوشش ہی نہیں کرتا وہ ضرور مؤاخذہ کے نیچے ہے۔

(الفضل ۲۸۔ اپریل ۱۹۳۲ء)

---

[1] بخاری کتاب الایمان باب احب الدین الی اللہ عزوجل ادومہ

[2] بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ وجوہٌ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ